

ماءِ مستعمل

"مستعمل پانی کے طاهر و مطھر ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے۔"

(1) طرفین (طاهر + غیر مطھر) "مفتی بہ"۔

(2) شیخین (غیر طاهر + غیر مطھر)۔

(3) امام مالک + امام شافعی (طاهر + مطھر)۔

(4) امام زفر + امام شافعی (طاهر + مطھر / غیر مطھر)۔

طرفین

مستعمل پانی بذاتِ خود پاک ہوتا ہے۔ لیکن اس سے نجاستِ حکمیہ کو دور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

دلیل

پاک کا پاک سے ملنا نجاست کو لازم نہیں کرتا۔ یعنی ان کی ملاقات سے نجاست کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

سوائے یہ کہ قربت کی نیت ہو۔ کیونکہ یہ نیت پانی کے وصف کو بدل دیتی ہے۔

شیخین

مستعمل پانی ناپاک ہوتا ہے اور اس سے کسی بھی قسم کی نجاست کو دور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

دلیل

یہ نجاست حکمیہ (غسلِ جنابت) کو نجاستِ حقیقیہ (بول) پر قیاس کرتے ہوئے پانی کے ناپاک ہونے کا حکم دیتے ہیں۔ کیونکہ مفہوم حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں بول اور غسلِ جنابت کرنے سے منع فرمایا۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دونوں چیزوں کے نہ کرنے کو متصلاً ذکر فرمایا۔ جو ثابت کرتا ہے کہ جس طرح قلیل پانی میں بول کرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح غسلِ جنابت کرنے سے بھی ناپاک ہو جائے گا۔

اختلاف

ماء مستعمل نجاست ہے تو کونسی غلیظہ یا خفیفہ۔ امام حسن نے امام اعظم سے روایت کیا کہ یہ غلیظہ ہے۔ امام ابو یوسف نے امام اعظم سے روایت کیا کہ یہ خفیفہ ہے۔

امام مالک + امام شافعی

مستعمل پانی بذاتِ خود پاک ہے اور اس سے کسی بھی قسم کی نجاست کو دور کیا جاسکتا ہے

دلیل

قرآن پاک میں پانی کی صفت **طھور** لائی گئی۔ جو کہ **قطوع** اسمِ مبالغہ کے وزن پر ہے۔ جس کا مطلب **بار بار کاٹنا**۔ تو طھور کا بھی مطلب **بار بار پاک** کرنا ہوگا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ مستعمل پانی کو چاہے جتنی بار استعمال کیا جائے اس سے صفتِ طھور زائل نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس کا مطلب بار بار پاک کرنا ہے۔

امام زفر + امام شافعی

مستعمل پانی بذاتِ خود پاک ہے۔ اگر اسے **متوضی** استعمال کرے تو اس سے نجاست حکمیہ کو دور کیا جاسکتا ہے۔ لیکن **محدث** استعمال کرے تو اس سے نجاست حکمیہ کو دور نہیں کیا جاسکتا۔

دلیل

محدث کے استعمال شدہ پانی کو **بظاہر** دیکھا جائے تو **پاک** ہے۔ کیونکہ اس کے اعضاء پر ظاہر کوئی نجاست نہ تھی۔ لیکن **حکماً** دیکھا جائے تو پانی **ناپاک** ہے۔ کیونکہ اس کے اعضاء پر نجاست حکمیہ تھی۔ یہاں دو باتیں جمع ہو گئیں۔ کہ مستعمل پانی پاک بھی ہے اور ناپاک بھی۔ جو کہ ممکن نہیں کیونکہ **اجتماعِ ضدین** محال ہے۔ تو امام زفر پھر اس میں **تطبیق** کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ پانی بذاتِ خود پاک ہے۔ نیز اگر متوضی اسے استعمال کرے تو پانی **مطھر** رہے گا اس کے اعضاء اصلاً پاک ہونے کے سبب۔ اور محدث استعمال کرے تو تو **غیر مطھر** رہے گا اس کے اعضاء پر نجاست حکمیہ ہونے کے سبب۔

ماءِ مستعمل

وہ پانی جسے **محدث** کو دور کرنے یا **ثواب کی نیت** سے استعمال کیا گیا ہو (مفتی بہ)

"ماء مستعمل کی تعریف میں اختلاف ہے۔"

امام محمد

یہ فقط **قربت** کی قید لگاتے ہیں۔ اور دلیل دیتے ہیں کہ پانی مستعمل تب ہوتا ہے جب یہ اپنے ساتھ **گناہوں** کی **نجاست** کو لے کر جائے۔ اور نجاست گناہ قربت کی نیت سے زائل ہوتے۔

شیخین

امام محمد پانی کو مستعمل گناہوں کی نجاست کے سبب قرار دیتے ہیں۔ تو فقط قربت کی قید لگانا پھر درست نہیں۔ کیونکہ پانی کا وصف **پاک کرنا** ہے۔ قربت کی نیت نہ بھی ہو تب بھی پانی گندگی (نجاست حکمیہ) کو ساتھ لے جائے گا۔ لیکن باوضو شخص کے استعمال سے مستعمل ہونے کیلئے **قربت کی نیت** ضروری ہوگی۔ کیونکہ اسی نیت کے سبب پانی کا وصف تبدیل ہوگا۔

"جنی شخص پانی میں ڈول نکالنے گیا، تو اس شخص اور پانی کا کیا حکم ہوگا"

(1) امام اعظم (دونوں پاک، پانی غیر مستعمل) / (دونوں ناپاک)۔

(2) امام محمد (دونوں پاک)

(3) امام ابو یوسف (شخص ناپاک ، پانی پاک)۔

امام اعظم

(1) قول : دونوں پاک ، پانی غیر مستعمل۔ **زوالِ حدث** کے سبب شخص پاک ہے۔ جسم سے پانی کے جدا نہ ہونے کے سبب پانی غیر مستعمل ہے۔ (مفتی بہ)

(2) قول : دونوں ناپاک۔ **زوالِ حدث** کے سبب پانی ناپاک۔ بعض اعضاء پر **حدث** کے باقی رہ جانے کے سبب شخص ناپاک۔

وضاحت

جب شخص پانی میں گیا تو اس کے جسم کا آدھا حصہ پانی کے اندر اور آدھا باہر تھا۔ تو ان کے نزدیک اس پر دو نجاستیں ہیں۔ جو حصہ پانی کے باہر اس پر **نجاستِ حکمیہ** ہے۔ اور جو حصہ پانی کے اندر اس پر **نجاستِ حقیقیہ** ہے۔ اس طرح کہ جب نجاستِ حکمیہ پانی میں ملی تو پانی ناپاک ہو گیا۔ اور وہی ناپاک پانی (نجاستِ حقیقیہ) اس شخص کے جسم پر لگا۔

امام محمد

دونوں پاک۔ **زوالِ حدث** کے سبب شخص پاک ہے۔ **قربت کی نیت** کے ناپائے جانے کے

سبب پانی پاک ہے۔

امام ابو یوسف

شخص ناپاک پانی پاک۔ انڈھیلنے کے معدوم ہونے کے سبب شخص ناپاک ہے۔ زوالِ حدث نہ ہونے کے

سبب پانی پاک۔

"پانی کب مستعمل ہوگا"

جواب: صحیح قول یہ ہے کہ جب پانی جسم سے جدا ہوگا، تب مستعمل ہوگا۔ کیونکہ حصولِ طہارۃ کیلئے اس کا جسم پر ہونا ضرورت ہے۔ اور اس کے جدا کرنے میں حرج شدید ہے۔

باب الآسار

جوٹھے پانی کی اقسام۔

(1) پاک

انسان کا جوٹھا۔ ہر اس جانور کا جوٹھا جس کا گوشت کھانا حلال ہے۔ پانی میں رہنے والے جانوروں کا جوٹھا۔ پرندوں کا جوٹھا۔

حکم

ان کا جوٹھا پیا جاسکتا ہے۔ اور اس جوٹھے پانی سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے۔

ناپاک

خزیر اور درندوں کا جوٹھا شکاری پرندوں کا جوٹھا۔ حلال جانوروں اور شرابی کا جوٹھا اگر ان کے منہ پر نجاست ہو تو۔

حکم

ان کا جوٹھا نہ تو پیا جاسکتا ہے۔ نہ ہی ان کے جوٹھے پانی سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے

مکروہ

ان جانوروں کا جوٹھا جن کا گوشت کھانا حرام ہو اور وہ طوافین میں سے ہوں۔

حکم

دوسرا پانی موجود ہونے کی صورت میں ان کا جوٹھا پینا اور اس سے پاکی حاصل کرنا مکروہ ہے۔ البتہ پاک

ہو جائے گا۔

مشکوٰۃ

گدھے اور خچر کا جوٹھا۔

حکم

انسان اور حلال جانوروں کا **پسینہ** اور **جوٹھا** پاک ہے۔

عقلی دلیل

اس لیے کہ ان کا گوشت پاک ہوتا۔ اور **لعاب** اور **پسینہ** گوشت سے بنتے ہیں۔ لہذا یہ بھی پاک ہیں۔ جب یہ کسی چیز میں منہ ڈالیں گے تو ان کا جوٹھا پاک ہی رہے گا۔ ان کے لعاب کے پاک ہونے کے سبب۔ نیز ذہن نشیں رہے کہ انسان کے گوشت کو کھانا اس کی **شرافت** کے سبب حرام ہے۔ البتہ انسان **بذاتِ خود** پاک ہے۔

نقلی دلیل

مفہوم حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے پیالے سے دودھ نوش فرما کر دیگر صحابہ کو دیا اور انہوں نے اسی پیالے سے دودھ نوش کیا۔ اگر انسان کا جوٹھا **ناپاک** ہوتا تو آپ ﷺ اس سے منع فرماتے۔

جنبی، حائضہ اور کافر کا جوٹھا بھی پاک ہے۔

دلیل

مفہوم حدیث ہے اماں عائشہ نے **حالتِ حیض** میں ایک برتن میں سے کچھ پیا۔ تو آپ ﷺ نے اسی برتن میں اس جگہ سے منہ لگا کر پیا جس جگہ سے اماں عائشہ نے پیا تھا۔ اگر حائضہ کا جوٹھا **ناپاک** ہوتا تو آپ یہ عمل نہ فرماتے۔

مفہوم حدیث ہے کہ آپ ﷺ جب مسجد تشریف لائے تو وہاں **مشرکین** کا وفد موجود تھا۔ اور ان کو وہاں سے نہ نکالا گیا۔ ثابت ہوا کہ یہ جسمانی اعتبار سے پاک ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کا جوٹھا بھی پاک ہے۔ اگر مشرکین **عین نجاست** ہوتے تو آپ ﷺ ان کا مسجد میں داخلہ منع فرماتے دیتے۔ نیز یہ بھی ذہن نشین رہے کہ آپ ﷺ کا انہیں منع نہ فرمانا اللہ عزوجل کے اس فرمان : **(إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ)** کے ہرگز مخالف نہیں۔ کیونکہ یہاں نجاست سے مراد **اعتقاد میں نجاست** ہے۔

"اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو کتنی بار دھویا جائے۔ اس بارے میں اختلاف ہے۔"

احناف

3 مرتبہ دھویا جائے گا۔

دلیل

مفہوم حدیث ہے کہ کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کے سبب برتن کو 3 مرتبہ دھویا جائے۔

امام شافعی

7 مرتبہ دھویا جائے۔

دلیل

مفہوم حدیث ہے کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈالے تو اس برتن کو پہلے 7 مرتبہ دھویا جائے اور پھر 7 مرتبہ اس پر مٹی ڈالی جائے۔

امام شافعی کو جواب

کتے کا بول نجاستِ غلیظہ ہے۔ اور نجاستِ غلیظہ کو 3 مرتبہ دھویا جاتا ہے جس سے وہ پاک ہو جاتا ہے۔ اور تھوک اس سے کم نجس ہے۔ یہ تو بدرجہ اولیٰ پاک ہو جائے گی 3 مرتبہ دھونے سے۔ نیز یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا اب منسوخ ہو چکا ہے۔ لہذا اسے مستحب پر محمول کیا جائے کہ مزید نطافت حاصل ہو نہ کہ شرط ٹھہرایا جائے۔

"کلب اور خنزیر کے علاوہ درندوں کے جوٹھے کے پاک ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف ہے"

احناف

چوپائے درندوں اور خنزیر کا جوٹھا ناپاک ہے

دلیل

ان کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اور لعاب گوشت سے بنتا ہے۔ لہذا جوٹھا ناپاک ہوگا۔ نیز خنزیر نجس العین ہے۔ "إِنَّهُ رَجَسٌ" بھی ہے۔

امام شافعی

کتے اور خنزیر کا جوٹھا ناپاک ہے۔ ان کے علاوہ کا جوٹھا پاک ہے۔

دلیل

کتا اور اور خنزیر نجس العین ہے۔ ان کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اور لعاب گوشت سے بنتا ہے لہذا ان کا جوٹھا بھی ناپاک۔ ان کے علاوہ جوٹھا پاک ہے اس لیے کہ مفہوم حدیث ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ درندوں کا کیا جائے کہ یہ ہمارے پانی وغیر میں منہ ڈالتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اس پانی سے

وضو کر لیا کرو جو **درندوں کا بچہ** ہوا ہے۔ وضو پاک پانی سے کیا جاتا ہے۔ اگر درندوں کا جوٹھا ناپاک ہوتا تو آپ ﷺ یوں حکم ارشاد نہ فرماتے۔

نیز ایک اور مفہوم حدیث ہے کہ کہا گیا کچھ **کنوئیں** ایسے ہیں کہ جن سے درندے پانی پیتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو بچ گیا ہے وہ تمہارے لیے اور تمہارے پینے کیلئے **پاک** ہے۔ اگر ان کا جوٹھا ناپاک ہوتا تو آپ ﷺ اسے **پاک** نہ کہتے نہ ہی پینے کی اجازت مرحمت فرماتے۔

امام شافعی کو جواب

چوپائے درندوں کا کھانا حرام ہے۔ اور جوٹھے (لعاب) کا حکم گوشت والا ہوتا ہے۔ کیونکہ لعاب گوشت سے بنتا ہے لہذا ان کو جوٹھا ناپاک ہے۔ نیز جن **کنوئیں** کی آپ بات کر رہے ہیں یہ **جاری پانی** کا حکم رکھتے ہیں۔ اور جاری پانی تب تک ناپاک نہیں ہوتا کہ جب تک اس میں **نجاست** کا اثر ظاہر نہ ہو جائے۔ اور اتنی **قلیل** لعاب سے اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ نیز ابتداء اسلام میں درندوں کا گوشت **حلال** تھا۔ جس کی وجہ سے ان کا جوٹھا بھی **پاک** تھا۔ اسی لیے ان کے بچے ہوئے پانی سے **وضو** اور **پینے** کی اجازت دی گئی۔

نیز مفہوم حدیث ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عمرو بن العاص سفر میں تھے۔ وہ ایک حوض کے پاس سے گزرے جو **قلیل** تھا۔ تو عمر بن العاص نے عرض کی کہ آس پاس والوں سے **پوچھ** لیتے ہیں کہ کسی **درندے** نے اس حوض میں منہ تو نہیں ڈالا۔ تو حضرت عمر نے **ظاہری قرائن** کو دیکھتے ہوئے پوچھنے سے **منع** فرمادیا۔ اس لیے کہ یہ پانی **بظاہر** ان کے حق میں پاک تھا۔ نیز شریعت نے اس معاملے **تفتیش** کو لازم قرار بھی نہیں دیا۔ اور اگر یہ پوچھتے اور لوگ کہہ دیتے کہ درندوں نے **منہ ڈالا** تو یہ ان کے حق میں ناپاک

ہوجاتا اور **حرج شدید** کا باعث بنتا۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ حضرت عمر بن العاص کا **استفسار** فرمانا اور حضرت عمر کا انہیں **منع** فرمانا اس بات کی دلیل ہیں کہ درندوں کا جوٹھا **ناپاک** ہے۔

"بلی کے جوٹھے کے مکروہ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اختلاف"

طرفین

بلی کا جوٹھا پاک و **مکروہ** ہے۔

دلیل

مفہوم حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے بلی کو **درندہ** قرار دیا۔ اور مقصود اس کا **حکم** بیان کرنا تھا نہ کہ خلقت۔ درندہ نجس ہوتا ہے لہذا بلی بھی **نجس** ہے۔

مفہوم حدیث ہے کہ بلی **نجس** نہیں یہ تو محض تم پر چکر لگانے والوں میں سے ہے۔

ان دو احادیث کا نتیجہ یہ نکلا کہ بلی **نجس** ہے لیکن اس کا نجس ہونا ساقط ہو گیا **طوافین** میں سے ہونے کی وجہ سے۔ ورنہ حرج شدید لازم آتا۔ اور **کراہت** باقی رہ گئی۔ ثابت ہوا بلی کا جوٹھا پاک و **مکروہ** ہے۔

امام ابو یوسف

بلی کا جوٹھا پاک و غیر مکروہ ہے۔

دلیل

مفہوم حدیث ہے کہ آپ ﷺ برتن کو جھکایا کرتے بلی کیلئے پھر بلی اس سے پانی پیتی اور آپ ﷺ اسی پانی سے وضو فرماتے۔

امام ابو یوسف کو جواب

آپ کی بیان کردہ حدیث اس وقت کی ہے کہ جب بلی کا گوشت حلال تھا۔